حی علی الجہاد وجہاد کے فضائل کے بیان میں

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ ولعنۃ اللہ علی من ادعی نبوۃ بعدہ امابعد! فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدۃ۳۵)

مومنوں کو تین بنیادی حکم

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

مذکورہ آیت کریمہ میں خطاب جن لوگوں سے ہے وہ شرف ایمان سے مشرف ہوں گے کیونکہ ایمان ہی مابعد تین امور کیلئے اصل الاصول ہے اگر ایمان نہیں تو فلاح اور کامیابی کا تصور بھی نہیں۔

اعتقاد

ایمان کے دعویٰ کے بعد سب سے پہلا قدم اور مرحلہ اعتقاد ہے، جو تقویٰ پر قائم رہنا ہے اوران تمام عقائد اہلسنت وجماعت کو ظاہر اور باطن سے تسلیم کرنا ہے جو تواتر کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔ اگر عقیدہ کی خرابی ہو تو پھر تمام اعمال **ھباءمنثورا** اور **بولھبی** ہیں۔ عقیدہ کی تکمیل اور یہ گوہر نایاب صادقین اولیائے کرام کی صحبت سے ملتے ہیں۔

كقوله تعالىٰ: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبة ۱۱۹)

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔"

وسیلہ

دوسرا قدم اور حکم خداوندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کیلئے ایک کارآمد وسیلہ تلاش کرنا ہے، جس کے ذریعہ تقرب الی اللہ حاصل ہو جائے جو آپ ﷺ اور آپ کے حقیقی وارث اولیاء اور علماء اہلسنت کی تعلیمات اور عشق و محبت میں مکتوم و پوشیدہ ہے اور یہی دین کی دائمی اصل اور حقیقت ہے۔ وسیلہ کی تفصیل اور تحقیق کیلئے فقیر کا رسالہ "الدرر الجمیلہ فی جواز الوسیلة" پڑھیے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست	اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

جہاد

فلاح و کامیابی اور جنت کا مختصر ترین راستہ جہاد ہے جو اہل باطل کفار کی وہ تمام طاقتیں اور سازشیں ختم کرنے کیلئے اپنایا جاتا ہے جو ناحق عالمی امن کی تباہی کا موجب اور بدامنی، فساد و ظلم، خون ریزی اور بربریت کا سرچشمہ ہے لیکن اس میں نیت خالص ہونا شرط ہے ورنہ تمام سعی و کوششیں رائیگاں جائیں گی۔

جہاد کا لغوی واصطلاحی معنی

جہاد کا لغوی معنی کوشش کرنا ہے۔جہاد باب مفاعلۃ کا مصدر ہے۔**جاھدیجاھدمجاھدۃ وجھادافھو مجاھد** کہا جاتا ہے۔"**جاھدالرجل**" آدمی نے کوشش کی اور طاقت استعمال کی۔

شارح مشکوۃ ملا علی قاری رحمہ الباری جہاد کا شرعی معنی بیان فرماتے ہیں۔**الْجِهَادُ: بِكَسْرِ أَوَّلِهِ، وَهُوَ لُغَةً الْمَشَقَّةُ، وَشَرْعًا بَذْلُ الْمَجْهُودِ فِي قِتَالِ الْكُفَّارِ مُبَاشَرَةً، أَوْ مُعَاوَنَةً بِالْمَالِ، أَوْ بِالرَّأْيِ، أَوْ بِتَكْثِيرِ السَّوَادِ، أَوْ غَيْرِ ذَلِکَ۔**[1]

جہاد کفار کے ساتھ لڑائی میں شریک ہونے یا مال کے تعاون یا مشورہ دینے یا مسلمانوں کی نفری زیادہ کرنے یا اس کے علاوہ دیگر تعاون کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن الہمام جہاد کی تعریف یوں کرتے ہیں:**وَهُوَ دَعْوَتُهُمْ إلَى الدِّينِ الْحَقِّ وَقِتَالُهُمْ إنْ لَمْ يَقْبَلُوا۔**[2]

کفار کو دین حق کی دعوت دینا اور نہ ماننے کی صورت میں ان سے لڑنا جہاد کہلاتا ہے۔

بعض علماء جہاد کی تعریف یوں فرماتے ہیں:

ان الجھاد لایسمی جھاداحقیقتا الا اذاقصدبہ وجہ اللہ واریدبہ اعلاء کلمۃ اللہ ورفع رایۃ الحق ومطاردۃ الباطل وبذل النفس فی مرضات اللہ فاذااریدبہ شئی دون ذلک من حظوظ الدنیافانہ لایسمی جھادفی الحقیقۃ۔[3]

---

[1] مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃالمصابیح ج٦ ص ٢۴٥٢ کتاب الجھاد۔

[2] مرقاۃالمفاتیح شرح مشکاۃالمصابیح ج٦ ص ٢۴٥٢ کتاب الجھاد۔

[3] ھدایۃالمجاھدین ص ٣٦

جہاداس وقت تک حقیقی جہاد نہیں کہلا تا جب تک جہاد کے ذریعہ رضاءِ خداوندی اور کلمۃ اللہ (اسلام) کی سربلندی پرچمِ حق کی کشائی، باطل کی سرکوبی اور رضائے الٰہی میں نفس کا استعمال مقصود نہ ہو۔ اگر ان مذکورہ مقاصد کے علاوہ کوئی اور خیال یا دنیاوی اغراض کو مقصود بنایا گیا ہو تو پھر یہ حقیقت میں جہاد نہیں۔

جہاد کی اقسام

عام طور پر جہاد کی چار (۴) اقسام ہیں:

(۱) نفس کے ساتھ جہاد (۲) شیطان کے ساتھ جہاد (۳) کفار کے ساتھ جہاد

(۴) منافقین کے ساتھ جہاد۔

چونکہ ہمارا موضوع کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کا ہے جو مقتضی الحال ہے یعنی حالات کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ ہر طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر کفری اور طاغوتی حملے ہو رہے ہیں اور یہ یہود و ہنود اپنے ناپاک ارادوں اور سازشوں کے ذریعہ شمع اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا حق وعدہ ان شاء اللہ پورا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (التوبة ۳۲)

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے:

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے	وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے
ہمیں وعدہ حق تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان ہے کہ ان شاءاللہ اسلام کا غلبہ اور بول بالا ہو گا۔	

ماضی قریب اور حال ہی میں یہود وہنود کی طرف سے اسلام اور مسلمان دشمنی کی جو صورت حال عالم دنیامیں زدِزبان ہےوہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ افغانستان میں ایک اسلامی حکومت اور حدود اللہ کی رعایت کرتے ہوئے ہر طرف امن وامان کی فضاء قائم تھی لیکن یہ تابندہ اور درخشندہ تابناک شمس شریعت کی کرنیں کفار اور خاص کر عالمی دہشت گرد فسادی امریکہ جو اسلام ومسلمانوں کا ابدی دشمن ہے، کی آنکھوں میں مثل خار کے پیوست ہوتی رہیں اور آخر کار بہانے بنا کر اسلام کی بیخ کنی کا مکمل ارادہ کیا لیکن مسلمانوں نے ایمانی غیرت کی وہ جھلک دکھائی کہ امریکہ خود اعتراف کرنے لگا کہ ایٹمی حملوں سے ہمیں کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

اسلام کی بقاء جہاد میں ہے

الغرض ماضی قریب اور بعید میں تو ان اسلام دشمنوں سے ان کی دشمنی دکھائی گئی اور مستقبل میں قرآن کے حکم کے مطابق اسلام کے دشمن ہیں ۔اس لئے ان سے دوستی کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔

اس تمام صورت حال میں اگر اسلام کی بقاءاوراحکام خداوندی کابول بالا کرناہے تووہ صرف اورصرف ایمانی غیرت کے ساتھ راہ خداوندی میں اپناسب کچھ قربان کرنے سے ہو گا۔حالانکہ ہمارامال وجان سب اللہ تعالیٰ نے خریدا ہے،سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

إِنَّ اللهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبة ۱۱۱)

بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

جہاد کے اغراض ومقاصد

مقصد اول غلبۂ اسلام:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ۔(الانفال ۳۹)

اور اگر ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔

آیت سے معلوم ہوا کہ کفر کی سرکوبی تک جہاد جاری رہے گا خواہ جہاں بھی کفر سر اٹھائے اور غلبہ حاصل کرے اس کیلئے جہاد کی تیاری کی جائے گی۔

اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا:

الجهاد ماضٍ إلى يوم القيامة۔[4]

جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

اسلام کے غلبہ اوراللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کے قبول ہو جانے تک جہاد جاری رہے گا۔

مقصد ثانی مظلوم کی مدد کرنا:

کافروں کے ساتھ جہاداس وقت تک جاری رہے گا جب تک دین اسلام کو غلبہ حاصل نہ ہو جائے اور یہ مسلمان کافروں کے قبضے میں ہوں اوران پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہوں توجب تک مظلوم مسلمانوں کو خلاصی اور نجات حاصل نہ ہو جہاد جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ نَصِيرًا (النساء۷۵)

اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کررہے ہیں کہ اے رب ہمارے ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

---

[4] سنن أبي داود ج۴ ص ۱۸۵ باب في الغزو مع ائمة الجور۔

مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جہاد کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمان کافروں کے ظلم کا نشانہ بنے رہیں اور تشدد کی چکی میں پستے رہیں اور دیگر مسلمانان عالم خواب خرگوش میں مستغرق ہوں۔

معلوم ہوا کہ خطۂ ارض میں جہاں بھی یہود و ہنود کی طرف سے اسلام دشمنی ظاہر ہو جائے تو مسلمانوں کو ان سے جہاد کیلئے تیار ہو جانا چاہیے۔خواہ جہاد لسانی ہو یعنی جلسہ جلوس و تقاریر کی صورت میں ہو یا جہاد قلمی ہو یعنی تحریر و تصنیف کے ذریعہ مسلمانوں کو تیار کرنا ہو یا جہاد بالمال ہو یا جہاد بالنفس ہو۔اگر ان صورتوں میں کسی صورت پر بھی عمل نہ ہوا تو پھر مسلمان وعید کے تحت داخل ہو گا۔

اہلسنت کی طرف سے مجاہدین کا تعاون:

موجودہ صورت حال یعنی امریکہ کی طرف سے افغانستان کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے ایام میں الحمدللہ علماء و مشائخ اہل السنۃ والجماعۃ نے اپنی شایانِ شان تمام صورتوں میں مسلمانوں اور اسلام کی مدد کی ہے۔ملکِ پاکستان اور علاقائی سطح پر جلسے،جلوس اور احتجاجات، تحریر و تصنیف اور اخباری بیانات،مال و زر کے ذریعہ افغان مجاہدین کی لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کا مالی تعاون،جو ذخیرۂ خوراک اور دیگر استعمال ہونے والی اشیاء پر مشتمل ہے۔صوبۂ سرحد میں جنیدیہ فاؤنڈیشن اور دیگر اہلسنت کی تنظیمیں ،کراچی سطح پر جماعت اہلسنت ، سنی تحریک اور برکاتی فاؤنڈیشن کی طرف سے لاکھوں روپے کا تعاون اظہر من الشمس ہے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

مقصد ثالث کھرے اور کھوٹے کی تمیز:

جہاد کے اغراض ومقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جہاد جیسے خونریز مرحلہ میں سر کی قربانی بھی آسکتی ہے۔اس لئے یہ ایک ایسامرحلہ ہے کہ اس میں مخلص اور منافق کاپتہ لگ جاتاہے کیونکہ جہاد سے پہلے توہر شخص اسلام سے محبت ودوستی کی ڈینگیں مار تارہتاہے اور بڑے بڑے دعوے کرتاہے لیکن جب میدان جنگ میں اترنے کاوقت آتاہے توپھر ان کی باطنی صورت حال صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتاہے کہ کاٹو تولہو نہیں۔اسی لئے خالق کائنات نے فرمایا۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللہُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللہِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللہُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (التوبة ١٦)

کیااس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤگے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مخلص و منافق، کھرے اور کھوٹے کا "مابه الامتیاز" جہاد ہے۔ جس کے جذبہ میں وہ اللہ تعالیٰ ورسول اور مومنوں کے علاوہ کسی اور محبت اور دوستی کا قائل بھی نہیں، چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ (ال عمران ۱۴۲)

کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائشیں کی۔

مذکورہ آیت کریمہ سے بھی یہی مدعا ثابت ہوا کہ جنت جیسا پر نعمت ورحمت مقام تم کو اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک تم لوگ مجاہدین کی صفوں میں شانہ بشانہ کھڑے نہ ہو جاؤ۔

مقصد رابع مومن کی خوشی و تسلی:

مقاصد جہاد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ کفار و مشرکین کی طرف سے کمزور و مظلوم مسلمانوں کو جو تکلیف اور ٹھیس پہنچے، جہاد میں کفار کو مغلوب و مقہور کرنے سے ان دل برداشتہ مسلمانوں کو خوشی ہو اور ان کے دل و جگر ٹھنڈے ہو جائیں اور تسلی پائیں۔

اسی کی طرف رب المجاہدین نے ارشاد فرمایا:

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ (التوبة ۱۴)

تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دیگا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جہاد میں دیگر فوائد کے ساتھ ان مظلوم مسلمانوں کے دل و جگر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں جو ان دشمنان اسلام کے ظلم کا تختۂ مشق بنے ہوئے تھے۔

نیت کی صفائی:

محترم مجاہدین ساتھیو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین اسلام کے ایک اہم رکن ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے مگر خدارا اپنی نیت کو صاف رکھیے تاکہ جہاد کے دنیاوی اور اخروی کامیابیوں سے سرفراز ہو سکو کیونکہ اعمال کا دارومدار یعنی ثواب وعدم ثواب نیت ہی سے متعلق ہے۔

اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا:

انما الاعمال بالنیات و لکل امریءمانوی۔

یعنی اعمال کا ثواب نیتوں کے مطابق ملتا ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔[5]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَمْ يَنْوِ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوَى۔[6]

جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور ایک رسی کے علاوہ اور کسی چیز کی نیت نہ تھی تو اس کیلئے وہی چیز ہے جس کی اس نے نیت کی۔

اے غیرتی مجاہدین اسلام! جہاد میں نکلنے سے پہلے ذرا اس حدیث کے الفاظ میں عبرت کی پوشیدہ حکمتوں پر نظر کیجئے تاکہ تمہاری وہ تمام کوششیں اور اپنا گھربار، والدین، رشتہ دار اور دوستوں سے

---

5 (صحیح البخاری، ج۱، ص۵، باب کیف کان بدء الوحی، رقم الحدیث ۱، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

6 (سنن النسائی، ج۶، ص۲۴، باب مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللهِ)

فراق ضائع نہ ہو جائے اور نیت صرف اور صرف رضائے الٰہی اوراعلائے کلمۃ اللہ کی ہو نہ کہ بندوق اور دیگر جدید اسلحہ کی اور نہ اپنی شہرت اور ناموری کی ورنہ کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

اس بارے میں آقائے نامدار ﷺ کی حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رسولَ الله رجلٌ يُرِيدُ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَهُوَ يَبْتَغِي عَرَضاًمن عرَضِ الدُّنْيَافقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا أجر لَهُ»۔رَوَاهُ أَبُو دَاوُد۔[7]

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ایک شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا ارادہ کرتا ہے اور وہ دنیاوی اغراض کا ارادہ بھی کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کیلئے کوئی اجر نہیں۔

کس قدر بدنصیب ہوں گے وہ نام نہاد مجاہدین جو بظاہر تو جہاد کے نعرے لگا لگا کر گلا پھاڑ دیتے ہیں مگر ان کی دلی خواہش صرف اور صرف مال اور ناموری ہے اور بارہا دیکھنے میں آیا کہ ایسا لالچی طالب دنیا مجاہد، دل میں دنیا کی ہوس چھپائے جہاد میں گیا اور سر کی بازی ہار گیا تو سر بھی گیا اور مال بھی نہ ملا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ نہ ادھر کے رہیں نہ ادھر کے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مجاہدین کو اچھی نیت کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

[7] (مشکاۃ المصابیح، ج۲، ص۱۱۲۹، الفصل الثانی)

جہاد کی شرائط:

شرط اول ایمان:

ہر عمل خصوصاً جہاد کیلئے مجاہد کا مومن ہونا شرط ہے۔اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں اعتقاد کی بحث میں گزر چکی ہے۔ تاہم ہم ایک حدیث ہدیہ ٔقارئین کر دیتے ہیں۔

سَمِعْتُ البَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالحَدِيدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: «أَسْلِمْ، ثُمَّ قَاتِلْ»، فَأَسْلَمَ، ثُمَّ قَاتَلَ، فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا»[8]

حضرت براءرضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اسلحہ سے لیس بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ میں اسلام لاؤں یا جہاد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے اسلام لا پھر جہاد کر۔اس نے اسلام قبول کرکے جہاد کیا تو شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا اور ثواب زیادہ پایا۔

معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے ظاہری اعمال صالحہ جو حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی تعمیر تھی، رائیگاں جانا کہ اس وقت یہ قبول نہیں جب تک تم لوگ ایمان کے نور سے منور نہ ہو جاؤ۔ کقولہ تعالیٰ:

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (التوبة ١٩)

---

[8] (صحیح البخاری، ج۴، ص۲۰، عمل صالح قبل القتال، رقم الحدیث ۲۸۰۸،)

تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرالی جو اللّٰہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللّٰہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللّٰہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللّٰہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

شرط دوم امیر جہاد:

عسکر اسلام و مجاہدین لشکر اسلام کیلئے ایک امیر ہونا ضروری ہے جس کی امارت اور ماتحتی میں فریضۂ جہاد ادا کیا جائے۔یہ جہادی مہم بغیر امیر کے کارگر ثابت نہیں ہو سکتی اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ۔[9]

"بے شک امام ڈھال ہے جس کی امارت میں لڑا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ بچا جاسکتا ہے"۔

دوسری حدیث میں فرمان نبوی ﷺ ہے۔

الْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ أَمِيرٍ بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا،[10]

جہاد تم پر ایک امیر کی امارت میں خواہ نیک ہو یا بد فرض ہے۔

9 (صحیح مسلم، ج۳، ص ۱۴۷۱، باب فی الامام اذا امر بتقوی اللّٰہ و عدل، رقم الحدیث ۴۳،)

10 (سنن ابی داود، ج۳، ص ۱۸، باب فی الغزو مع ائمۃ الجور، رقم الحدیث ۲۵۳۳،)

شرط سوم۔۔۔طاقت واسلحہ:

مجاہدین اسلام کیلئے جہاد کی دیگر شرائط کی طرح یہ شرط بھی اہم ہے کہ جس کافر قوم سے لڑنا ہے اس کے مقابلے کیلئے اپنی تیاری پوری کر چکا ہو۔یہ نہ ہو کہ کفار اسلحہ سے لیس ہوں اور مجاہد تہی دست میدان میں کود جائے بلکہ اس کیلئے اپنی طاقت کے مطابق تیاری کرنا فرض ہے اور یہی تعلیم منجانب اللہ مجاہدین اسلام کیلئے قرآن نے بیان فرمائی ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ (الانفال ٦٠)

اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوّت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے کہ ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللّٰہ کے دشمن اور تمھارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے اللّٰہ انہیں جانتا ہے اور اللّٰہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے۔

فضائل جہاد:

جب ان تمام شرائط و مذکورہ مقاصد کی روشنی میں جہاد ایک اہم ترین اسلامی حکم کی شکل میں ہم پر ظاہر ہوا تو اب مجاہدین حضرات جو اپنے تن من دھن کی قربانی دیکر اسلام کی آبیاری کرنا چاہتے ہیں، ان کو اس عمل سے دنیا و آخرت میں کیا صلہ ملے گا؟ اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ۔[11]

بے شک جنت میں سو درجات (مقامات) ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خاص کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والو ں کیلئے بنائے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے جتنا ہے۔

اے لشکر اسلام کے غیور جوانمر دو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری کیا لاج رکھی ہے اور تمہیں کس عجیب وغریب نعمت کا مثردہ سنایا کہ آپ ہی کیلئے ایسے سو مقامات ہیں جو کسی اور امتی کیلئے نہیں ہو سکتے۔ للمجاہدین میں لام کی علمی تحقیق سے ظاہر ہے کہ لام تخصیص کیلئے آتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ سو درجات تمہارے لئے ہی ہیں کہ تم مرتبۂ شہادت سے سرفراز ہو جاؤ یا زندہ جاوید واپس آجاؤ کیونکہ حدیث میں اس کی کوئی قید نہیں ہے اور اگر یہ مقامات صرف شہداء مجاہدین کیلئے ہی تسلیم کر لئے جائیں تو پھر بھی مجاہدین اسلام کی ایک گھڑی **دنیا و ما فیھا** سے بدرجہا بہتر ہے۔ قول رسول کریم ﷺ کو سن کر دل کو سکون و اطمینان دیجیے۔

11 (صحیح البخاری، ج۴، ص۱۶، باب درجات المجاھدین فی سبیل اللہ یقال، رقم الحدیث ۲۷۹۰،)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔[12]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کرنا یا شام کرنا دنیا ومافیہا کی نعمتوں سے بہتر ہے۔

مجاہدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت:

فضائل جہاد میں سب سے اعلیٰ فضیلت یہ ہے کہ ان سر بکف لشکر اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خصوصی محبت ہوتی ہے اوران کی جہادی کارروائی کو اپنے پیارے کلام میں ذکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ (الصف ٦١)

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں پرا (صف) باندھ کر گویا وہ عمارت ہیں رانگا (سیسہ) پلائی۔

سبحان اللہ! کلام ایزدی میں ان مجاہدین اسلام کی تعریف کی گئی ہے جو کفار کے مقابلے میں صف بستہ ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے سر کی بازی لڑتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا جب بھی دشمن اسلام، اسلام دشمنی میں سر اٹھائے لشکر اسلام اس کی سرکوبی کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح پروانہ وار میدان جنگ میں اتریں گے۔

---

12 (صحیح البخاری، ج٤، ص١٦، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله تعالى، رقم الحديث ٢٧٩٢)

مجاہدین کیلئے بارگاہ خداوندی میں اجر عظیم:

وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (النساء ۷۴)

اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اُسے بڑا ثواب دیں گے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مجاہدین کیلئے بارگاہ خداوندی سے جو مژدہ سنایا گیا دونوں حال میں اسے ملے گا چاہے جام شہادت نوش کرے یا غازی بن کر واپس لوٹ آئے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا (النساء ۹۵)

اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔

معلوم ہوا کہ دونوں جہاں میں فضل عظیم اور اجر عظیم جن کا حصہ ہے مجاہدین ان سعداء میں صف اول لوگوں میں اللہ تعالیٰ ہمیں اس شرف سے مشرف فرمائے۔ آمین۔

سچے دل سے اللہ عزوجل سے طلبِ شہادت کا ثواب

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا، أُعْطِيَهَا، وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ»[13]

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جو سچے دل سے شہادت طلب کرے اسے شہادت عطا کر دی جاتی ہے اگرچہ وہ (بظاہر) اسے نہ پا سکے۔"

---

[13] (مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشھادۃ، رقم ۱۹۰۸، ص ۱۰۵۷)

سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ، بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ»[14]

حضرتِ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "جو سچے دل سے اللہ عزوجل سے شہادت کا سوال کریگا اللہ عزوجل اسے شہداء کی منزل میں پہنچادے گا اگرچہ اس کا انتقال اپنے بستر پر ہوا ہو۔"

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا، ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ، فَإِنَّ لَهُ أَجْرَ شَهِيدٍ»[15]

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا، "جس نے اونٹنی کو دو مرتبہ دوہنے کے درمیانی وقت تک اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیا، اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جس نے اللہ عزوجل سے سچے دل سے شہادت کا سوال کیا پھر وہ مر گیا یا اسے قتل کر دیا گیا تو اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔"

---

14 (مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشھادۃ، رقم ۱۹۰۹، ص ۱۰۵۷)

15 (ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن سال اللہ تعالی الشھادۃ، رقم ۲۵۴۱، ج ۳، ص ۳۰)

اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرة ۲۶۱)

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا:

وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (التوبة ۱۲۱)

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے تا کہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرة ۲۶۱)

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، " اے میرے اللہ میری امت میں اضافہ فرما۔"

تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ (الزمر ۱۰)

صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔[16]

مجاہدین کا ہر کام نیکی ہے

گزشتہ بالا آیت کریمہ میں مجاہدین کے اجر عظیم کا جو تذکرہ ہوا وہ اس لئے کہ مجاہدین کا مقام بارگاہ ایزدی میں ایسا مقبول و محبوب ہے کہ زندگی کے تمام افعال واعمال جو مجاہدین کے ہاتھوں سرزد ہوتے ہیں وہ باقاعدہ ان کے اعمال نامہ میں نیکی کی حیثیت سے لکھے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (التوبة ۱۲۰)

یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے بیشک اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا۔

یہ ہے وہ مقام عالی جس کے ذریعہ مجاہدین کو غیر مجاہدین پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان مجاہدین کی اتنی قدرومنزلت ہے کہ ان کی ایک ایک ادا بھی قابل ستائش بن گئی۔ چونکہ

---

16 (الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، رقم ۴۶۲۹، ج۷، ص ۸۰)

مجاہدین کو مرحلۂ جہاد میں بھوک، پیاس اور تکالیف سے دوچار ہونا ممکن ہے، جو بظاہر سستی لانے اور کم ہمت ہونے کا سبب ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان تمام مشقتوں پر اجر عظیم دینے کا وعدہ فرما کر مخلصین مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ اور یہی وہ مقام ہے کہ جہاں کھرے اور کھوٹے، مخلص اور منافق کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ مخلص مجاہد ان تمام مشکلات کو سہہ کر کامرانی سے سرفراز ہو جاتا ہے اور منافق ان ظاہری مصیبتوں کو دیکھ کر ڈر جاتے ہیں اور جہاد جیسی عظیم نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لشکر اسلام کو ثابت قدم فرمائے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں مجاہدین کی ہمت بڑھانے کیلئے فرمایا۔

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[17]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک گھوڑا پالا (باندھا) تو بیشک اس گھوڑے کا کھانا (گھاس) پینا (پانی) پیشاب (اور گوبر) قیامت کے دن اس مجاہد کے اعمال نامہ میں تولے جائیں گے۔

سبحان اللہ! یہ ہے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے مجاہدین کا مقام اور آج کل تو سائنسی دور ہے۔ گھوڑوں کے بجائے پتہ نہیں کیسے کیسے جہادی اسلحہ اور ہتھیار استعمال ہو رہے ہیں جن کا وزن بھی بہت زیادہ ہوتا ہے تو اگر ان آلات کو بھی فرمان نبوی ﷺ کے تحت داخل وشامل کیا جائے تو پھر تو مجاہدین کے ثواب کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

---

17 (صحیح البخاری، ج۴، ص۲۸، بَابُ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا "فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث ۲۸۵۳)

جہاد بہترین تجارت ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ (١٠) تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (الصف ١١)

اے ایمان والو کیا میں بتادوں وہ سوداگری جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنوں کی بہترین تجارت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے لیکن تجارت میں تو ایک چیز دینے سے دوسری چیز لی جاتی ہے تب ہی تجارت کہلائے گی۔ مومنوں نے تو اپنی طرف سے یہ بات پوری کرلی کہ ایمان لاکر جہاد کیا تو دوسری طرف سے مومنوں کو کیا ملے گا؟ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں فرماتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (الصف ١٢)

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ ہے وہ تجارت کہ جس کی دلالت اور رہنمائی ہمیں کلام اللہ سے ہوئی کہ اپنی فانی زندگی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے فنا کردو تو ابدی اور ہمیشہ کی نعمتیں ہمیں حاصل ہو جائیں گی اور واقعی یہ بہترین تجارت ہے کہ جس میں نقصان ہونے کا امکان نہیں۔

یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے سربکف مجاہد اپنا سب کچھ قربان کردے اور بارگاہ خداوندی سے اسے مایوسی ملے۔

إِنَّ اللهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آل عمران ۹)

بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔

اور یہ سب کچھ فضل خداوندی ہے ورنہ ہم جنت کی یہ لازوال نعمت جو حاصل کر رہے ہیں۔

جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ [18]۔

جنت کی نعمتیں ایسی لازوال و بے مثال ہیں کہ نہ کسی آنکھ نہ دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ اس کا خیال کسی انسان کے دل میں آیا۔

---

18 (صحیح البخاری، ج۴، ص۱۱۸، بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ، رقم الحدیث ۳۲۴۴)

اپنی جان ومال دے کر حالانکہ ہماری جان اور مال ہمارا نہیں رہا کیونکہ اس کی تجارت تو ہم پہلے ہی کر چکے ہیں ۔ جس کی رو سے یہ اللہ تعالیٰ کی ہو چکی ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے اپنی چیز ہم سے لے کر ان انعامات سے نوازرہا ہے۔

جنت کا وعدہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ (٢٠) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ (٢١) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (التوبة ٢٢)

وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال جان سے اللّٰہ کی راہ میں لڑے اللّٰہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا اور ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے بیشک اللّٰہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین انعامات کی بشارت دی گئی ہے۔ ''رحمت''، ''رضوان''، ''جنت''۔

اس کے متعلق ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں:

رحمت:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا ملنا، بندے کے ایمان لانے کی وجہ سے ہے کیونکہ جو ایمان سے مشرف نہ ہو وہ رحمت خداوندی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

رضوان:

جو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ مومن بندے کے جہاد فی سبیل اللہ کا ثمرہ ہے کیونکہ مجاہد اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی دنیاوی تمام لذتوں سے کنارہ کش ہو کر صرف اور صرف رضائے الٰہی کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے چاہے مال ہو یا اولاد، یہاں تک کہ اپنے سر کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا تو مخلص مجاہد اپنی انتہائی قربانی پیش کرتا ہے تو منجانب اللہ بھی سب سے اہم نعمت رضائے خداوندی حاصل ہو جاتی ہے۔

جنت:

چونکہ مخلص مجاہد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے دیگر لذات کے ساتھ ساتھ اپنا گھر بار بھی چھوڑ کر ہجرت کرتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیاوی فانی گھر کے بدلے میں اسے جنت جیسی عظیم نعمت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ اگر تم نے میری خوشنودی کیلئے اپنا گھر قربان کیا تو میں نے تمہارے لیے نعمتوں سے مالامال ایسا گھر تیار کیا ہے کہ اس میں رہنا ہمیشہ ہے، نعمتیں ازلی ہوں گی اور اس سے نکلنا نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الجَنَّةُ۔[19]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے اتنی دیر جہاد کرے جتنی دیر دودھ زیادہ کرنے کیلئے بچھڑے کو گائے کے پاس چھوڑا جاتا ہے پھر باندھا جاتا ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

---

19 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۸۵، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث ۱۶۵۷)

دوسری جگہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ أَبَدًا۔[20]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ کافر اوراس کا قاتل دونوں جہنم (دوزخ) میں جمع نہیں ہوسکتے۔

اس حدیث میں ایک عجیب وغریب کیفیت سے مجاہد کا جنتی ہونا ثابت ہوا۔وہ یہ کہ کافر تو ہے ہی دوزخی۔اب کافر کو قتل کرنے والا مسلمان مجاہد جب دوزخ میں کافر کے ساتھ نہ ہو گا تو ضرور جنت میں ہو گا۔ اب اگر اس میں غور کیا جائے کہ صرف کافر کو قتل کرنے سے جنت میں جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس مجاہد کے ذمہ کوئی گناہ یا حقوق تلفی ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صرف کافر کے قتل سے وہ مسلمان جنت میں جائے تو اس میں مجاہد اسلام کی ایک نرالے طریقہ سے فضیلت بیان ہوئی ہے۔وہ یہ کہ کافر تو ہے ہی جہنمی۔اب اگر قاتلِ کافر مسلمان مجاہد بھی اپنے کئے ہوئے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جائے تو کافر اسے عار دلائے گا کہ میرے قتل کرنے سے تجھے کیا فائدہ ملا؟ کیونکہ میں بھی دوزخی اور تو بھی دوزخی۔کچھ فرق نہ رہا۔اس لئے غیرت خداوندی یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ کافر اوراس کا قاتل مسلمان مجاہد دوزخ میں رہیں ۔اس لئے آپ ﷺ نے اپنے جامع الکلم انداز سے مجاہد اسلام کا جنتی ہونا ثابت فرمایا۔(سبحان اللہ)

جہاد میں چوکیدار کی فضیلت:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آل عمران ٢٠٠)

---

[20] (صحیح مسلم،ج۳،ص۱۵۰۵،بَاب مَنْ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ أَسْلَمَ،رقم الحدیث۱۸۹۱)

اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔

اس آیت کریمہ میں دیگر احکامات خداوندی کے ساتھ اس بات کی بھی فضیلت بیان ہوئی کہ مجاہد اسلام کا سرحد پر ثابت قدم رہنا ایک محبوب عمل ہے۔اس آیت کریمہ میں وَرَابِطُوا کی تشریح میں علامہ صاوی لکھتے ہیں:

(قوله وَرَابِطُوا)اصل المرابطة ان یربط کل من الخصمین حیولهم بحیث یکونون مستعدین للقتال ثم توسع فیه وجعل کل مقیم فی الثغرلحراسة العدومرابطاوان لم یکن عدوولامرکوبمربوط۔[21]

مرابطہ اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ مقابل (مسلمان وکافر)ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کیلئے تیاری میں اپنے اپنے گھوڑے باندھ لیں لیکن پھر مرابطہ کے معنی میں توسیع (فراخی)کی گئی۔اب ہراس شخص کو بھی مرابطہ کہہ سکتے ہیں کہ جو سرحد، محاذیامورچہ (گھات)میں دشمن کی چوکیداری کرے۔اگرچہ دشمن موجود نہ ہو اور گھوڑے باندھے ہوئے نہ ہوں۔

معلوم ہوا کہ لشکر اسلام کا وہ جانباز مجاہد بھی اس وعد(ثواب)میں شامل ہے جو ہر وقت سرحد پر کھڑے ہوکر دشمن کی نقل وحرکت کا جائزہ لے رہاہو اوراپنے ملک اسلامی کا دفاع کر رہاہو۔ کفار کے مقابلہ میں سرحدات پر مقیم مجاہدین کی فضیلت کو آپ ﷺ کے اس قول سے چار چاند لگ جائیں گے۔

---

21 (تفسیر صاوی ج ا ص ۱۷۵)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا العَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا»[22]

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن چوکیداری کرنا دنیااوراس کی نعمتوں سے افضل ہے اورایک کوڑے(درے) جتنی جگہ جنت میں دنیااوراسکی نعمتوں سے بہتر ہے اوراللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح یاشام کو جہاد کرنا دنیااوراس کی نعمتوں سے افضل ہے۔

مذکورہ فضیلت پرایک اور حدیث ہدیۂ قارئین کرنے کاشرف حاصل کررہاہوں:

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ، وَأُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَّانَ»[23]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن رات کی چوکیداری اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اوراگر مجاہداسی جہاد میں شہید ہوجائے توجو عمل اس نے کیاتھااس کاثواب اسے باقاعدہ ملتارہے گااوراس پر جنت کارزق فوراًجاری ہوگااور عذاب قبر(کے فتنے)سے محفوظ ہوگا۔

22 (صحیح البخاری، ج۴، ص۳۵، بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث ۲۸۹۲)

23 (صحیح مسلم، ج۳، ص۱۵۲۰، بَابُ فَضْلِ الرِّبَاطِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، رقم الحدیث ۱۹۱۳)

قارئین کرام !آپ اندازہ لگایئے کہ صرف ایک دن رات کی حفاظت اور فی سبیل اللہ چوکیداری کرنے میں اس قدر ثواب ہے تو جو مخلص خلوص دل سے جہاد کرتے کرتے شہید ہو جائے تو اس کا کیا مقام ہو گا؟

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللهِ "[24]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہیں پہنچے گی۔ایک وہ آنکھ جو خوف الٰہی سے روتی ہو اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں چوکیداری کرتی ہو۔(یعنی رات میں بیدار ہو کر دشمن اسلام کی نقل و حرکت کا جائزہ لے کر اس کے مقابلے کیلئے تیاری کرتی ہو)

عن عُثْمَانَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَال ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ۔[25]

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن محاذ (مورچے) پر گزارنا دوسرے مقامات پر ہزار دنوں کے گزارنے سے بہتر ہے۔

---

24 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۷۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللهِ، رقم الحدیث ۱۶۳۹)

25 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۷۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الحَرَسِ فِي سَبِيلِ اللهِ، رقم الحدیث ۱۶۳۹)

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "حَرَسُ لَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صِيَامِ رَجُلٍ وَقِيَامِهِ فِي أَهْلِهِ أَلْفَ سَنَةٍ: السَّنَةُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ يَوْمًا، وَالْيَوْمُ كَأَلْفِ سَنَةٍ"[26]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات کی چوکیداری اس شخص کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے جو اپنے گھر میں ہزار سال ادا کرے۔(ہزار سال میں سے)ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہو اور ہر دن ہزار سال جتنا۔(سبحان اللہ)

اب اگر فرمان نبوی ﷺ کے مطابق ان ایام کا حساب لگائیں تاکہ مجاہد کا مقام اور فضیلت معلوم ہو جائے تو اس کا اندازہ یوں ہو گا۔مجاہد اسلام کی ایک رات کی چوکیداری دیگر لوگوں کے ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے۔ہر سال میں تین سو ساٹھ دن ہیں۔اب ہزار کو تین سو ساٹھ (۳٦۰)میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب تین لاکھ ساٹھ ہزار(۳٦۰۰۰۰)دن بن جائیں گے لیکن حدیث رسول ﷺ میں یہ آیا ہے کہ اس سال کا ہر دن ہزار سال کے برابر ہے۔اب تین لاکھ ساٹھ ہزار(۳٦۰۰۰۰)کو ایک ہزار(۱۰۰۰)سے ضرب دیں گے تو حاصل ضرب چھتیس کروڑ دن بن جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ مجاہد کی ایک رات کی چوکیداری فی سبیل اللہ کروڑ دن کی عبادت سے افضل ہے۔مذکورہ حدیث میں ایام کو جو ضرب دی گئی وہ اپنی نفسانی خواہشات کی بناء پر نہیں دی گئی بلکہ باقاعدہ حدیث کی روشنی میں دی گئی ہے لیکن ہم مجاہد اسلام کی ایک رات کی ڈیوٹی کا ثواب اسی مذکورہ

---

26 (سنن ابن ماجہ، ج۲، ص۹۲۵، بَابُ فَضْلِ الْحَرَسِ وَالتَّكْبِيرِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث ۲۷۷۰)

تعداد کے برابر کے قائل نہیں کہ صرف اتنا ہی ثواب ملے گا نہ کم نہ زیادہ، کیونکہ حدیث میں لفظ "افضل" آیا ہے۔ جس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ جتنا مجاہد کا خلوص زیادہ ہو گا اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ بخلاف ان جہلاء کے کہ جنہوں نے دو حدیثوں سے نفسانی خواہشات کی بناء پر جھوٹی ترغیب کیلئے نماز کا ثواب "انچاس کروڑ" بتایا ہے۔ اس کا اس پر قیاس کرنا باطل محض ہے۔

أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ القَبْرِ۔[27]

حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر وہ شخص جو اسلام کی سربلندی کیلئے مورچہ (محاذ) پر مر جائے (شہید ہو جائے) تو اس کیلئے اس کا عمل زیادہ کیا جاتا ہے قیامت تک اور عذاب قبر سے امن میں رہتا ہے۔ (سبحان اللہ)

اللہ تعالیٰ تمام مجاہدین اہلسنت کو استقامت نصیب فرمائے۔

مجاہد کے درجات:

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا (٩٥) دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (النساء ٩٦)

برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں– اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا

---

27 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۶۵، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا، رقم الحدیث ۱۶۲۱)

اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایااور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔اُس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مجاہد اور غیر مجاہد کو برابر نہیں بتایا۔اگرچہ کہ نفس ایمان میں برابر ہیں کیونکہ بغیر شرعی عذر کے گھر میں رہنے والے بھی ایمان دار ہیں۔ان کو بے ایمان نہیں کہہ سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے شروع میں خود فرمایاکہ گھر میں بیٹھے ہوئے مومن مجاہدوں جیسے نہیں۔تومعلوم ہوا کہ ایمان میں برابر ہیں مگر برابری کی نفی جو کی گئی،وہ اجروثواب میں ہے کہ مجاہدین کیلئے وہ مقامات اور فضیلت ہے جو گھر میں بیٹھے ہوئے مسلمانوں کیلئے نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ، وَأَقَامَ الصَّلاَةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلاَ نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ، فَاسْأَلُوهُ الفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الجَنَّةِ وَأَعْلَى الجَنَّةِ - أُرَاهُ - فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الجَنَّةِ۔[28]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ پر ایمان لایااور نماز قائم کی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے۔اللہ تعالیٰ پر لطفاً لازم ہے کہ ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے خواہ جہاد کیاہو یااپنی ولادت والی زمین میں بیٹھارہاہو۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا:کیاہم یہ خوشخبری لوگوں کو نہ سنائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جنت میں سو درجات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں

28 (صحیح البخاری،ج۴،ص۱۶،بَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يُقَالُ: هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي، رقم الحدیث ۲۷۹۰)

جہاد کرنے والوں کیلئے تیار کئے ہیں ۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان فاصلے جتنا فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال (طلب) کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ درمیانی جنت ہے اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں بہتی ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مومن مسلمان کی بارگاہ خداوندی میں پذیرائی ہے لیکن مجاہدین اسلام کا بارگاہ خداوندی میں جو اعلیٰ مقام ہے وہ غیر مجاہد کا نہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيدٍ، مَنْ رَضِيَ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ، فَقَالَ: أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللهِ، فَفَعَلَ، ثُمَّ قَالَ: وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ۔[29]

حضرتِ سیدنا ابو سَعِیْد خُدْرِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،"جو اللہ عزوجل کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔"تو حضرتِ سیدنا ابو سَعِیْد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیران ہو کر عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے یہ کلمات دہرائیے گا۔" آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے یہی جملہ دہرادیا، پھر فرمایا، "اور دوسری چیز جس کی وجہ سے اللہ عزوجل بندے کے سو درجات بلند فرماتا ہے جن میں سے ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنی مسافت ہے۔" حضرتِ سیدنا

---

29 (مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ما اعدہ اللہ للمجاھد الخ، رقم ۱۸۸۴، ص ۱۰۴۵)

ابوسَعِید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا،"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! وہ کون سی چیز ہے؟"
فرمایا،"اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔"

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت ہر اس شخص کیلئے واجب ہے جو ان تین باتوں پر راضی ہو، جو حدیث میں مذکور ہوئیں، مگر اس جنت میں جنت کے علاوہ کچھ ایسے مقامات ہیں جو خاص کر مجاہدین کیلئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرمائے ہیں۔

آدھے دن جہاد کا ثواب:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا»[30]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کرنا یا شام کرنا دنیا و مافیہا کی نعمتوں سے بہتر ہے۔

سبحان اللہ یہ ہے لشکر اسلام کے ایک آدھ دن یا ایک آدھ رات کی مقدار میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی فضیلت کہ دنیا اور اس میں ان گنت نعمتوں سے زیادہ افضل ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَقَابُ قَوْسٍ فِي الجَنَّةِ، خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ»[31]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں کمان جتنی جگہ ان اشیاء سے بہتر ہے کہ جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے (یعنی دنیا سے) فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح کرنا یا شام کرنا ان تمام اشیاء سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے (یعنی دنیا سے)۔

---

30 (صحیح البخاری، ج۴، ص۱۶، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله تعالى، رقم الحدیث ۲۷۹۲،)

31 (صحیح البخاری، ج۴، ص۱۶، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله تعالى، رقم الحدیث ۲۷۹۳،)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمتیں ان لوگوں کو سالہاسال کی عبادت کرنے سے بھی نہیں ملتیں جو گھر میں بیٹھ کر عبادت کریں مگر لشکر اسلام کے مجاہدین اگر ایک دن یارات اللہ تعالیٰ کی راہ میں بسر کریں تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے مالامال فرمادیتاہے۔(سبحان اللہ)

خاک پائے مجاہدین کی قدرومنزلت:

عن عَبْدُ الرَّحمَنِ بْنُ جَبْرٍ، أَنَّ رَسولَ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ»[32]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ مجاہد مخلص کا قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں گردآلود ہوجائے اور پھر اسے آگ چھوئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰہِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰہِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ»[33]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص کہ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتاہے وہ دوزخ میں نہیں جاسکتا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس نہیں ہوتا اور وہ شخص کہ جس کے قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں گردآلود ہوجائیں وہ اور دوزخ کا دھواں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔

الغرض مذکورہ حدیث سے دوبندگان خدا کی عظمتِ شان ظاہر ہوئی۔ایک وہ کہ جس کے دل میں خشیت الٰہی ہو اوراسی خوف سے اس کی آنکھیں پرنم ہوجائیں تو اس کا جہنم میں جانا محال ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ایسے خوف خدا رکھنے والے کا جہنم میں جانا ایک محال شئے کے ساتھ مقید و مشروط

---

32 (صحیح البخاری، ج۴، ص۲۰، بَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث ۲۸۱۱)

33 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۷۱، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الغُبَارِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث ۱۶۳۳)

کیا جو دودھ کا تھن میں واپس ہونا ہے تو جس طرح دودھ کا تھن میں واپس ہونا محال ہے اسی طرح خوف خدا رکھنے والے کا جہنم میں جانا محال ہے۔

دوسری فضیلت جو مجاہدین اسلام کی بیان ہوئی وہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کے قدم راہِ خدا میں گرد آلود ہو جائیں تو یہ ممکن نہیں کہ ایسا شخص اور جہنم کا دھواں ایک ساتھ جمع ہو جائیں۔

بعض جہلاء اس قسم کی احادیث جس میں لشکر اسلام کے غیور مجاہدین کی شان بیان ہوتی ہے، کو اپنی رسومات و بدعات کی فضیلت میں بیان کرتے ہیں جو گلی گلی کوچہ کوچہ شتر بے مہار کی طرح گھومتے پھرتے ہیں حالانکہ عقائد و اعمال ان کے اہلسنت کے خلاف ہوتے ہیں۔

جنت تلوار کے سائے تلے ہے:

عن ابی موسیٰ قال قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ»، فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى، آنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: " فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ "۔[34]

حضرتِ سیدنا ابو بکر بن ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، "بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہیں۔" تو ایک خستہ حال بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا، "اے ابو موسیٰ! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے؟" انہوں نے جواب دیا "ہاں۔" تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا، "تم پر

---

34 (مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشھید، رقم ۱۹۰۲، ص ۱۰۵۳)

سلامتی ہو۔" اور اپنی تلوار کی میان توڑ کر پھینک دی۔ اس کے بعد تلوار لے کر دشمن پر حملہ آور ہوا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔

عن عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ۔[35]

آپ ﷺ نے فرمایا: جان لو کہ بے شک جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جنت کا مختصر ترین راستہ جہاد ہے جیسے کہ آپ ﷺ نے جنت کو تلواروں کے سائے تلے فرمایا اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عشق تھا کہ حدیث سنتے ہی دیوانہ وار میدان جنگ میں کود گئے اور آخر کار اپنے مقصود تک پہنچ گئے۔ اس لئے آپ ﷺ نے خود بھی اس نعمت یعنی شہادت کی تمنا کی تھی۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلاَ أَنَّ رِجَالًا مِنَ المُؤْمِنِينَ لاَ تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلاَ أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ»

چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر لوگوں کو چھوڑ کر جہاد کے لیے جانے میں مسلمان مردوں کے دل رنجیدہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا اور نہ ہی مجھے اتنی سواریاں میسر ہیں کہ میں ان سب کو اپنے ساتھ جہاد پر لے جانے کے لیے سوار کروں تو میں کسی لشکر کے ساتھ جہاد پر جانے سے نہ رکتا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!

---

35 (صحیح البخاری، ج۳، ص ۱۳۶۲، بَابُ كَرَاهَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ، وَالْأَمْرِ بِالصَّبْرِ عِنْدَ اللِّقَاءِ، رقم الحدیث ۱۷۴۲)

میری یہ شدید خواہش ہے کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔"

یہ مقام وعظمت شہادت جو مجاہدین اسلام کو ملتی رہتی ہے کہ جس کی تمنا سرکار دو عالم ﷺ نے بھی فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

جہاد محبوب مشغلہ ہے:

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «الصَّلاَةُ عَلَى مِيقَاتِهَا»، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ بِرُّ الوَالِدَيْنِ»، قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ»[36]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نماز اپنے وقت میں ادا کرنا۔ میں نے کہا پھر کونسا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ والدین کے ساتھ احسان (نیکی) کرنا۔ میں نے کہا پھر کونسا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ بِاللهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ»[37]

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے راستے میں جہاد۔

---

36 (صحیح البخاری، ج۴، ص۱۴، بَابُ فَضْلِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ، رقم الحدیث ۲۷۸۲)

37 (صحیح البخاری، ج۳، ص۱۴۴، بَابٌ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ، رقم الحدیث ۲۵۱۸)

مذکورہ احادیث سے جہاد کا ایک بہترین اور عمل مشغلہ ہونا ثابت ہوا اور اس کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ جہاد واحد وہ عمل ہے کہ جس کے ذریعہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلام کی سربلندی ہوسکتی ہے اور جس کے ذریعہ کفر کا دندان شکن انداز قلع قمع ہوسکتا ہے۔اس عمل میں مجاہد کی کئی طرح سے آزمائش ہوسکتی ہے تن من دھن کی قربانی کے ساتھ ساتھ احباب و دوستوں سے جدائی، بھوک پیاس کی تڑپ اور زخموں کا آنا وغیرہ نہ جانے کہ کتنے مصائب پیش آسکتے ہیں لیکن ان تمام امتحانات کے باوجود لشکر اسلام پروانہ وار اپنا سب کچھ قربان کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی کیلئے میدان میں اترتا ہے۔ذیل میں ایک مختصر مگر عبرت انگیز واقعہ ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے مجاہدین اسلام کی جہاد کے ساتھ محبت اور بڑھ جائے گی۔ صحابہؓ کرام کے جہاد کو ایک بہترین عمل سمجھنے کی ایک مثال مذکور ہے۔

غزوۂ احد کے موقع پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ اے سعد !آؤ ہم دونوں دعا کریں ہر ایک اپنی تمنا کی دعا کرے اور دوسرا آمین کہے۔ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک کونے میں دعا کرنے لگے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! جب صبح جنگ چھڑ جائے تو میرے مقابلے میں ایک بہادر پہلوان کو مقرر فرما جو سخت حملہ کرنے والا ہو تا کہ وہ مجھ پر اور میں اس پر حملہ کروں اور پھر مجھے اس پر غلبہ عطا فرمانا تا کہ میں اس کو تیری راہ میں قتل کروں اور مال غنیمت لے لوں۔ اس دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آمین کہی۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ !کل میدان جنگ میں میرا سامنا ایک ایسے بہادر دشمن سے نصیب فرما جو حملے میں سخت ہو تا کہ ہم ایک

دوسرے پر حملہ کریں۔اس کے بعد وہ مجھے قتل کر دے اور میری ناک اور کان کاٹ ڈالے تاکہ کل قیامت کے دن جب میری حاضری تیرے دربار میں ہو تو تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبد اللہ! تیرے یہ ناک وکان کیوں کٹے ہوئے ہیں؟ اور میں عرض کروں کہ یااللہ یہ تیرے اور تیرے محبوب ﷺ کی راہ میں کٹ گئے ہیں۔

اس دعا پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آمین کہی۔دوسرے دن جنگ شروع ہوئی تو دونوں صحابہ کرام کی دعا ویسے ہی قبول ہوئی جیسے دعا کی تھی۔حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔شام کو میں نے دیکھا کہ اس کے کان وناک کاٹ کر ایک دھاگے میں پرو دیئے گئے تھے۔

یہ ہے جذبۂ جہاد وشہادت جو واقعی محبوب عمل ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

ساٹھ سالہ عبادت سے ایک ساعت کا جہاد بہتر ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٌ فَأَعْجَبَتْهُ لِطِيبِهَا، فَقَالَ: لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ، فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشِّعْبِ، وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مُقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الجَنَّةَ، اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الجَنَّةُ»[38]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گھاٹی (وادی) میں سے گزرے۔وہاں میٹھے پانی کا چشمہ دیکھا جو

---

38 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۸۱، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الغُدُوِّ وَالرَّوَاحِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، رقم الحدیث ۱۶۵۰)

انہیں بہت اچھالگا۔ پھر کہا کہ کاش میں یہاں تنہارہ جاؤں ۔ پھر کہانہیں بلکہ میں آپ ﷺ سے پوچھوں گا۔ پس انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تم میں سے کسی ایک کا ایک ساعت قیام کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمائے اور تم جنت میں داخل ہو جاؤ؟ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنی دیر کیلئے بچھڑے کو گائے کے پاس دودھ زیادہ کرنے کیلئے چھوڑ کر باندھا جاتا ہے، تو اس کیلئے جنت واجب ہو گئی۔

سبحان اللہ! یہ ہے مجاہدین کی شان عالیشان کہ بارگاہِ خداوندی میں ان کا ایک ایک لمحہ کس مقام وقدر ومنزلت والا ہے۔ گھر میں بیٹھ کر ساٹھ سال کی عبادت ایک طرف اور ایک ساعت اللہ تعالیٰ کی راہ میں قیام کرنا دوسری طرف۔ یہ اس سے افضل ہے۔ افضلیت خدا ہی جانے۔ اور یہ بھی لازم لازم نہیں کہ شہید ہی ہو تو اتنا ثواب ہو گا بلکہ قیام کرنے پر اتنا ثواب ہے خواہ شہید ہو یا غازی بن کر لوٹ آئے۔

مقام شہید:

مجاہدین اسلام کے میدان کارزار میں اترنے کے بعد نیک بخت اور سعادت مند حضرات کو جب شہادت نصیب ہوتی ہے تو اس کی فضیلت قرآن کریم کی زبان ہی سے سماعت فرمالیجیے:

وَلَاتَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَاتَشْعُرُونَ (البقرة ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آل عمران ۱۶۹)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہر گز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

سورہ بقرۃ کی آیت کریمہ کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ان الله تعالى يعطى لارواحهم قوة الأجساد فيذهبون من الأرض و السماء و الجنة حيث يشاؤن وينصرون أولياءهم ويدمرون أعداءهم ان شاء الله تعالى۔[39]

بے شک اللہ تعالیٰ ان شہداء کی ارواح کو جسم کی طاقت عطا فرمادیتا ہے۔ پھر وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں چلتے ہیں اور اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ (ان شاء اللہ)

سبحان اللہ !بعد فات زندگی اور یہ مقام اگر کسی کو ملا تو وہ مجاہد اسلام کو ملا۔ جس نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے وقف کرکے قربان کردیا۔ تب ہی تو ان جان فزا بشارتوں سے نوازے گئے۔ اسی لئے تو شہید شہادت سے سرفراز ہونے کے بعد دوبارہ زندگی کی تمنا کرے گا تاکہ دوبارہ شہید کیا جاؤں۔

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، وَأَنَّ لَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، غَيْرُ الشَّهِيدِ، فَإِنَّهُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ، فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ»

---

[39] (التفسير المظهري ج ا ص ۱۵۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ وہ جنت میں جائے اور پھر دنیا کی تمنا کرے اگرچہ اسے دنیامیں تمام نعمتیں دی جائیں، سوائے شہید کے کیونکہ شہید تمنا کرے گا کہ وہ دوبارہ دنیامیں لوٹے اوردس مرتبہ شہید ہو اس لئے کہ اس نے کرامت (عظمت وعزت شہید) دیکھی ہے۔

شہادت کے ذریعے گناہ معاف ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ (آل عمران ۱۹۵)

تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے وہ لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللّٰہ کے پاس کا ثواب اور اللّٰہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

حدیث رسول ﷺ میں بھی اسی مضمون کا تذکرہ آیا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ، إِلَّا الدَّيْنَ»[40]

حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، "قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

40 (مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ الخ، رقم ۱۸۸۶، ص ۱۰۴۶)

شارحین حدیث اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ تمام گناہوں سے مراد جو معاف ہو جاتے ہیں وہ ہیں حقوق اللہ کے زمرے میں آتے ہیں چونکہ اس مجاہد نے اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے قربان کر دیا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ دیگر انعامات کے ساتھ ساتھ اسے اس کے حقوق اللہ معاف کر دیئے۔

قرض کا معاف نہ ہونا اس کی وجہ شارحین حدیث یہ بتاتے ہیں کہ قرض چونکہ حقوق العباد کے زمرے میں آتا ہے اس لئے حقوق العباد تب معاف ہو سکتے ہیں جب صاحب حق اپنی طرف سے معاف کرے۔اس لئے آپ ﷺ نے تمام گناہوں کے معاف ہونے میں دین (قرض) کا استثناء فرمایا۔

لہٰذا دلائل مذکورہ سے لشکر اسلام کے جانباز مجاہدین کو عبرت لینی چاہیئے کہ جہاد میں جانے سے پہلے تمام حق داروں سے معافی طلب کریں اور تمام وہ حقوق خواہ نقدی حیثیت سے ہوں یا گفتار وغیرہ کی حیثیت سے۔تمام کی بخشش کرا لیں تاکہ ان کو جہاد جیسی عظیم نعمت کے انعامات مکمل نصیب ہو جائیں۔(اللھم ارزقنا بحرمة حبيبک المکرم)

عَنْ المِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ: يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ، وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ، وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الفَزَعِ الأَكْبَرِ، وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الوَقَارِ، اليَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الحُورِ العِينِ، وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقَارِبِهِ"۔[41]

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: شہید کیلئے بارگاہ ایزدی میں چھ (٦) خصلتیں ہیں۔

---

41 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۸۷، بَابٌ فِي ثَوَابِ الشَّهِيدِ، رقم الحدیث ۱۶۶۳)

(۱)پہلے مرتبے میں ان کی بخشش کی جاتی ہے۔

(۲)ان کا جنتی ٹھکانا انہیں دکھادیا جاتا ہے اوران کو عذاب قبر سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

(۳)قیامت کے دن گھبراہٹ سے امن میں کیے جاتے ہیں۔

(۴)ان کے سروں پر عزت کا تاج رکھ دیا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیاومافیہا سے بہتر ہے۔

(۵)ان کو بہتر (۷۲) جنتی حوریں نکاح میں دی جاتی ہیں۔

(۶)اپنے رشتہ داروں میں سے ستر (۷۰)افراد کی شفاعت کریں گے۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوا کہ میدانِ کارزار میں اترتے ہی مجاہد کے پہلی فرصت میں تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

شہید کو شہید ہوتے ہی دو بیویاں ملتی ہیں:

مذکورہ بالا حدیث میں شہید کی چھ خصلتوں میں ایک خصلت یہ بیان ہوئی کہ ان کو ۷۲ جنتی حوریں ملیں گی۔

اسی طرح دوسری حدیث میں دوبیویوں کا بھی ذکر آیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ذُكِرَ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَجِفُّ الْأَرْضُ مِنْ دَمِ الشَّهِيدِ حَتَّى تَبْتَدِرَهُ زَوْجَتَاهُ، كَأَنَّهُمَا ظِئْرَانِ أَضَلَّتَا فَصِيلَيْهِمَا فِي بَرَاحٍ مِنَ الْأَرْضِ، وَفِي يَدِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا حُلَّةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔[42]

حضرتِ سیدناابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ

42 (ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ، رقم ۲۷۹۸، ج۳، ص۳۶۰)

اقدس میں شہید کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا، "شہید کے خون سے زمین خشک ہونے سے پہلے حورِ عین میں سے اس کی دو بیویاں اس طرح آتی ہیں جیسے ریگستان میں دودھ پلانے والی اونٹنیاں اپنے دودھ پینے والے بچے کو ڈھانپ لیتی ہیں، ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں جنت کا ایک ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ شہید کا مقام بہت اونچا ہے۔خون شہید ابھی خشک نہیں ہوا اور فوراً دو حوریں حاضر خدمت ہیں اور ایسی بے چینی سے کہ کسی سے اپنا محبوب بچھڑ گیا ہو اور جنتی جوڑا لئے اس کو خوش آمدید کرنے کیلئے حاضر ہوتی ہیں۔

شہید یقیناً جنتی ہے:

لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِکَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (٨٨)أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (التوبة ٨٩)

لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے۔ اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہی بڑی مراد ملنی ہے۔

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مجاہدین کیلئے اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتیں تیار کی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہید یقیناً جنتی ہے۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جنت کی نعمتیں تیار فرمائی ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَضْحَكُ اللّٰہُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ يَدْخُلانِ الجَنَّةَ: يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللّٰہِ، فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰہُ عَلَى القَاتِلِ، فَيُسْتَشْهَدُ۔[43]

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ ایسے دو آدمیوں کو دیکھ کر ضحک فرمائے گا جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو گا (پھر بھی) وہ دونوں جنت میں داخل ہونگے۔ اُن میں سے ایک تو اللہ کی راہ میں لڑ کر شہید ہوا تھا پھر اللہ نے اس کے قاتل کو توبہ کی توفیق بخشی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شہید واقعی اور یقیناً جنتی ہے اگرچہ ان دونوں میں سے ایک کافر تھا مگر اللہ تعالٰی نے ان کو توبہ کی توفیق بخشی اور شہید ہو کر جنت میں داخل ہوا۔

حَدَّثَتْنَا حَسْنَاءُ بِنْتُ مُعَاوِيَةَ الصَّرِيمِيَّةُ، قَالَتْ: حَدَّثَنَا عَمِّي، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْوَئِيدُ فِي الْجَنَّةِ۔[44]

حضرت حسناء بنت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ مجھے اپنے چچا نے بتایا کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ جنت میں کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی جنت میں ہیں ،شہید جنت میں ہیں، چھوٹا بچہ جنت میں ہے اور زندہ در گور بچی جنت میں ہے۔

اس حدیث سے بھی شہداء کا جنتی ہونا ثابت ہوا، اگرچہ اس نے گناہ بھی کیے ہوں۔

---

43 (صحیح البخاری، ج۴، ص۲۴، بَابُ الكَافِرِ يَقْتُلُ المُسْلِمَ، ثُمَّ يُسْلِمُ، فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ، رقم الحدیث ۲۸۲۶)

44 (سنن ابی داؤد، ج۳، ص۱۵، بَابٌ فِي فَضْلِ الشَّهَادَةِ، رقم الحدیث ۲۵۲۱)

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: «فِي الجَنَّةِ فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ»[45]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ !صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر میں اس وقت شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جنت میں جائے گا۔پس اس کے ہاتھ میں جو کھجوریں تھیں ان کو پھینکا اور ایسی شجاعت کے ساتھ جہاد کیا اور اسی طرح جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا۔

عن أَبی مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ فَصَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ، أَوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ، أَوْ وَقَصَهُ فَرَسُهُ، أَوْ بَعِيرُهُ أَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ، أَوْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ، أَوْ بِأَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللَّهُ، فَإِنَّهُ شَهِيدٌ، وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ»[46]

حضرتِ سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا، "جو راہِ خدا عزوجل میں نکلے پھر مر جائے یا قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے اور اگر اس کا گھوڑا یا اونٹ اسے گرا کر مار دے یا کوئی سانپ کاٹ لے یا اپنے بستر پر مر جائے الغرض جس طرح اللہ عزوجل چاہے اسی طریقہ سے اس کی موت واقع ہو تو وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنا پھر جہاں بھی جس حالت میں بھی موت آجائے اس مقام اور مرتبہ شہید کا ہے اور وہ فوراً جنت میں جائے گا۔

---

45 (صحیح البخاری، ج۵، ص۹۵، بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ، رقم الحدیث۴۰۴۶)

46 (ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن مات غازیا، رقم۲۴۹۹، ج۳، ص۱۴)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ القَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ القَرْصَةِ»[47]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید قتل ہونے کا درد محسوس نہیں کرتا مگر اتنا درد جتنا کہ چیونٹی کے کاٹنے سے محسوس ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کا اس حدیث میں یہ فرمانا کہ شہید کو نیزہ یا دیگر قتل کے آلات لگنے سے درد محسوس نہیں ہوتا یہ دراصل مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دینا ہے کیونکہ فطرت انسانی اس جگہ سے اعراض کرتی ہے جہاں اسے جسمانی تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو اور چونکہ جہاد میں مقابل کے ہاتھوں زخموں کے ساتھ قتل ہونے کا بھی ڈر ہوتا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے لشکر اسلام کے غیور مجاہدین کو اپنے زرین قول سے مطمئن فرمایا کہ ڈرنے اور بزدل ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ قتل ہوتے ہوئے درد محسوس نہیں ہوتا مگر معمولی سا۔

مجاہد پر دوزخ کی آگ حرام ہے

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ مُكَاتِبًا لَهَا دَخَلَ عَلَيْهَا بِبَقِيَّةِ مُكَاتَبَتِهِ، فَقَالَتْ لَهُ: أَنْتَ غَيْرُ دَاخِلٍ عَلَيَّ غَيْرَ مَرَّتِكَ هَذِهِ، فَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "مَا خَالَطَ قَلْبَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ (1) رَهَجٌ فِي سَبِيلِ اللهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ النَّارَ"۔[48]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک مکاتب (غلام) آپ کی خدمت میں قیمت کتابت جو اس کے ذمہ باقی تھا، لے آیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مکاتب (غلام) سے فرمایا کہ آئندہ دوبارہ میرے پاس نہ آنا بلکہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو کیونکہ میں نے آپ ﷺ کو

---

47 (سنن الترمذی، ج۴، ص۱۹۰، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ المُرَابِطِ، رقم الحدیث ۱۶۶۸)

48 (مسند احمد، ج۴۱، ص۱۰۰، مسند الصدیقة عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا، رقم الحدیث ۲۵۵۴۸)

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب مسلمان آدمی کے دل میں راہ خدا کا گرد وغبار داخل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیتا ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہے بارگاہ ایزدی میں مجاہدین کا مقام کہ گرد وغبار راہ خدا میں ان کے جسم کو چھوئے تو پھر دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَجْتَمِعُ فِي النَّارِ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا، ثُمَّ سَدَّدَ بَعْدَهُ "[49]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں وہ شخص (کافر کے ساتھ) نہیں جائے گا جو کافر کو قتل کرے اور اس کے بعد اپنے عمل کو اچھا کرے۔

مطلب یہ کہ ایک شخص کفر کیلئے لڑتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے لڑتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دونوں جہنم میں جمع ہو جائیں اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دونوں یعنی کافر و مسلم دوزخ میں جمع نہیں ہو سکتے۔

شہید پر ملائک اپنے پر بچھاتے ہیں:

قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبْكِي، وَيَنْهَوْنِي عَنْهُ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَ يَنْهَانِي، فَجَعَلَتْ عَمَّتِي فَاطِمَةُ تَبْكِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَبْكِينَ أَوْ لاَ تَبْكِينَ مَا زَالَتِ المَلاَئِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ۔[50]

---

49 (مسند احمد، ج۲۳، ص۲۱، مسند أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم الحدیث ۷۵۷۵)

50 (صحیح البخاری، ج۲، ص۷۲، بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ، رقم الحدیث ۱۲۴۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد شہید ہوئے تو میں ان کے چہرے سے کپڑا اہٹارہا تھا اور رو رہا تھا اور لوگ مجھے منع کر رہے تھے اور آپ ﷺ مجھے منع نہیں فرماتے تھے۔پس میری پھوپھی فاطمہ بھی رونے لگیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم روؤ یا نہ روؤ فرشتے ان پر اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تم نے انہیں اٹھالیا۔

جہاد کا چھوڑنا اور سستی کرنا گناہ اور نقصان ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (التوبة ۳۹)

اگر نہ کوچ کروگے تو تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا، أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللَّهُ بِقَارِعَةٍ، قَالَ: يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ فِي حَدِيثِهِ: قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[51]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نہ جہاد کیا نہ غازی کو سامان دیا نہ غازی کے گھر کی خلافت کی۔اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے پہلے ایسے شخص پر عذاب نازل فرمائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ، مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ۔[52]

51 (سنن ابی داوًد، ج۳، ص۱۰، بَابُ كَرَاهِيَةِ تَرْكِ الْغَزْوِ، رقم الحدیث ۲۵۰۳)

52 (مسلم، ج۳ ص۱۵۱۷، بَابُ ذَمِّ مَنْ مَاتَ، وَلَمْ يَغْزُ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ، رقم ۱۹۱۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو مر گیا اور نہ جہاد کیا اور نہ جہاد کا ارادہ کیا تو وہ منافق کی موت مرا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لَقِيَ اللَّهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللَّهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ»[53]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ اس میں جہاد کی کوئی نشانی نہ ہو تو اس شخص میں نقصان ہے۔

عن عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ان رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال وَجَاهِدُوا النَّاسَ فِي اللهِ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ، وَلَا تُبَالُوا فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَقِيمُوا حُدُودَ اللهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ؛ فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ عَظِيمٌ يُنَجِّي اللهُ بِهِ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ "۔[54]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دور ونزدیک کے دشمنان اسلام کے ساتھ جہاد کرو اوراللہ تعالیٰ کے احکامات کے سلسلہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو(پرواہ نہ کرو) سفر وحضر (ہر جگہ) حدود خداوندی قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ جہاد کرو کیونکہ جہاد جنت کے دروازوں میں سب سے عظیم (بڑا) دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جہاد کے ذریعہ لوگوں کو ہر قسم کے غم وفکر سے نجات دیتا ہے۔

---

53 (سنن الترمذی، ج۴ ص۱۸۹، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ المُرَابِطِ، رقم۱٦٦٦)

54 (مسند احمد، ج۳۷، ص ۳۷۲، حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم الحدیث ۲۲۷۳۷)

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جہاددین خداوندی کی بلندی کا عظیم سبب ہے اوراس میں سستی کرنا یاچھوڑناگناہ اورایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس سستی سے محفوظ فرمائے۔

شہید کی قسمیں

عن جَابِرِ بْنِ عَتِيکٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ"[55]

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "اللہ عَزَّوَجَلّ کی راہ میں شہید ہونے والے کے علاوہ 7 شہداء ہیں: پیٹ کی بیماری اور طاعون میں شہادت ہے، جلنے والا شہید ہے اور کسی چیز کے نیچے دَب کر مرنے والا اور بچے کے باعث مرنے والی عورت شہید ہے۔"

مذکورہ حدیث میں سات بعض میں کم بعض میں زیادہ شہیدوں کا تذکرہ آیاہے مگر یہ قید انحصاری نہیں بلکہ شہداء کی اقسام زیادہ ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کی تیس قسمیں بیان کی ہیں۔ (ردالمحتار)

علامہ شیخ علی اجھوری قدس سرہ نے شہداء کی ۱۴۳اقسام لکھی ہیں۔ (شامی)

---

55 (ابوداوَد، بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ، رقم ۳۱۱۱، ج۳، ص۱۸۸)

بہترین شہید

شہداء کی ان بے شماراقسام کا تذکرہ اجمالاً مذکورہ بحث میں گزر گیا۔اب اس میں بہترین شہید کون سا ہے؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود جواب دیا ہے۔

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الشُّهَدَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: " الَّذِينَ إِنْ يُلْقَوْا فِي الصَّفِّ لَا يَلْفِتُونَ وُجُوهَهُمْ حَتَّى يُقْتَلُوا، أُولَئِكَ يَتَلَبَّطُونَ فِي الْغُرَفِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ، وَيَضْحَكُ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ، وَإِذَا ضَحِكَ رَبُّكَ إِلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِ[56]"

حضرت سیدنا نعیم بن ہَمَّار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں عرض کیا، "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سے شہید افضل ہیں؟"فرمایا،"وہ جو اگر کسی صف میں داخل ہوں تو قتل ہو جانے تک اپنا رخ نہ موڑیں، یہ وہی لوگ ہیں جو جنت کی اعلیٰ منازل میں ہوں گے اور ان کا رب عزوجل ان سے خوش ہوتا ہے اور جب تمہارا رب عزوجل دنیا میں کسی بندے سے خوش ہو جائے تو اس بندے سے کوئی حساب نہیں لیا جاتا۔"

معلوم ہوا کہ بہترین شہید وہ ہے جو اپنا سب کچھ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے قربان کرے اور اپنے سر کی قربانی پیش کرے۔

---

[56] (مسند احمد، ج۳۷، ص۱۴۴، حدیث نعیم بن همار الغطفانی رحمہ اللہ تعالیٰ، رقم الحدیث ۲۲۴۷۶)

جہاد میں جانے سے پہلے والدین کی اجازت ضروری ہے

اخرج احمد و الستۃ الا ابن ماجۃعن عبداللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھم، ومسلم وغیرہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ، قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاستاذنہ فی الجھاد فقال احی و الداک، قال نعم، قال ففیھما فجاھد۔[57] وفی روایۃ فارجع الی والدیک فاحسن صحبتھما۔(مشکوٰۃ)

امام احمد، ابن ماجہ کے علاوہ ائمہ ستہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، اور مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جہاد پر جانے کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا: جاؤ ان کی خدمت میں محنت کرو۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والدین کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے صحبت کرو (یعنی ان کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت کرو)۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: هَلْ لَکَ أَحَدٌ بِالْيَمَنِ؟، قَالَ: أَبَوَايَ، قَالَ: أَذِنَا لَکَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَاسْتَأْذِنْهُمَا، فَإِنْ أَذِنَا لَکَ فَجَاهِدْ، وَإِلَّا فَبِرَّهُمَا۔[58]

حضرت سیّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ یمن کا ایک شخص ہجرت کر کے حضور نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ سراپا عظمت میں حاضر ہوا اور

---

57 (صحیح مسلم باب بر الوالدین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۱۳)

58 (ابوداوٗد، بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو، وَأَبَوَاهُ كَارِهَانِ، رقم ۲۵۳۰، ج۳، ص۱۷)

عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے ہجرت کرلی ہے۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''میرے ماں باپ ہیں۔'' پھر دریافت فرمایا: ''کیا تو نے ان سے اجازت لی ہے؟'' اس نے عرض کی: ''نہیں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور جا کر ان سے اجازت لو، اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔''

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ، أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَالْزَمْهَا، فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا۔ [59]

حضرت سیدنا معاویہ بن جاہمہ السلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں ایک شخص نے عرض کی: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں راہِ خدا میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں۔'' آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمنے دریافت فرمایا: ''کیا تیری ماں ہے؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس کی خدمت کر کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ جہاد میں جانے سے پہلے والدین کی اجازت ضروری ہے۔ اگر وہ راضی نہ ہوں اور اجازت نہ دیتے ہوں تو جہاد میں جانا جائز نہیں بلکہ والدین کی خدمت کرنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے خود اپنے ساتھ جانے کیلئے بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس وقت تک اجازت نہ دی جب تک انہوں نے والدین سے اجازت نہ لے لی۔

---

59 (سنن نسائی، ج٦، ص١١، الرُّخصَةُ فِي التَّخَلُّفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ، رقم الحديث ٣١٠٤)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت میں یہ لکھاہے کہ آپ نے والدہ کی خدمت کی وجہ سے اوراجازت نہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کا دیدار نہیں کیاحالانکہ آپ، آپ ﷺ کے زمانے میں تھے اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔

جب والدین کی خدمت اوراجازت اتنی اہم بات ہوئی توپھر کیسے بدبخت ہیں وہ نام نہاد مجاہدین وغازیان اسلام جواپنےوالدین سے اجازت لیناتودرکناران کوناراض کرکے گھر میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ۔ایسے مجاہدین بظاہر ثواب کی نیت کرکے جاتے ہیں حالانکہ وہ قہرخداوندی کے مستحق ہورہے ہوتے ہیں۔

لہذامجاہدین اسلام کی خدمت میں باادب اورباخلاص درخواست والتجاہے کہ اپنےوالدین کی خدمت کرکے ان کوراضی کرکے بخوشی ان سے دعاوغیرہ لے کرجہادمیں جایاکریں تاکہ ان کی محنت رنگ لائےاور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوجائے۔اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت نصیب فرمائے۔(آمین)

جہادکب فرض عین ہوتاہے

بخاری شریف کے حاشیہ پرلکھاہے:

ثم ان الجهاد قديكون فرض عين وذلک اذادخل الكفارفی بلادنا او اسروا مسلما يتوقع فكه وان كانوابلادهم ففرض كفاية۔[60]

---

60 (حاشیۃ البخاری ص ۳۹۰)

جہاد کبھی کبھی فرض عین ہو جاتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ جب کفار ہمارے شہروں میں داخل ہو جائیں یا مسلمانوں کو قیدی بنائیں جن کے چھڑانے کی توقع ہو۔ اور اگر کفار اپنے علاقوں میں ہوں تو پھر جہاد فرض کفایہ ہے۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جب کافر قوم اپنے لشکر کو مسلمانوں کے ملک میں لاکر حملہ کردے یا مسلمانوں کو قیدی بنائے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ آج کل امریکہ کی طرف سے افغانستان پر جو ظلم شروع ہے اور امریکی کمانڈوز وغیرہ فوج افغانستان کی حدود میں مسلمانوں کے ساتھ مصروف جنگ ہے۔ اس صورت میں جہاد فرض عین ہو چکا ہے اور یہی فتویٰ یعنی جہاد فرض عین ہونے کا موجودہ صورت حال میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے دیا ہے۔

اس طرح اگر کسی اسلامی ملک کا بعض حصہ کافر قبضہ کرلیں تو اس اسلامی ملک کے باشندوں پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے تاکہ وہ اپنے مقبوضہ علاقہ کا دفاع کریں پھر اگر اس ملک کے لوگ اپنے ملک کا دفاع کرنے سے عاجز ہو جائیں تو پھر اس ملک کے قریب جو اسلامی ملک ہے اس پر دفاع کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بھی طاقت نہ رکھتے ہوں تو پھر تمام دنیا کے مسلمانوں پر اس ملک کا دفاع کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔

عزیزان گرامی! یہ حالت آج کل مقبوضہ کشمیر اور افغانستان کی ہے جہاں امریکہ کے یہود وہنود اپنے ناپاک عزائم کے ساتھ اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور افغانستان کی بے سروسامانی کا یہ حال ہے کہ ان کی حالت زار تمام لوگوں کی نظر میں ہے۔ اس صورت میں افغانستان کا دفاع اس کے قریبی اسلامی ملک پر بھی فرض عین ہو گیا ہے لیکن یہ نام نہاد مسلمان آج بھی اس مصیبت زدہ وقت میں خواب خرگوش کے مزے اڑا رہے ہیں۔ (حیف صد حیف!)

جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی صورت

اسلامی ملک پر جب کفار کی طرف سے یلغار ہو جائے اور وہی اسلامی ملک اس کا دفاع کر سکتا ہو تو دیگر اسلامی ممالک پر جہاد فرض کفایہ ہے یا دوسرے ممالک سے بعض مجاہدین مسلمان حکومت کے شانہ بشانہ دفاع کرنے کیلئے کھڑے ہو کر جہاد کریں تو دیگر لوگ اس گناہ سے بچ جاتے ہیں اور اگر اسلامی ملک کو تعاون کی ضرورت ہو اور کوئی بھی مسلمان اس کے ساتھ تعاون نہ کرے تو مسلمان گناہ میں شریک ہو جائیں گے۔

قارئین کرام !یہ چند سطور حالات کے تقاضوں کے مطابق وجود میں لائی گئی ہیں اگرچہ جہاد پر علمائے اہلسنت نے کافی وشافی کام کیا ہے مگر میں نے بھی دین اسلام کی خدمت کی نیت سے اور جہاد بالقلم کی حیثیت سے اپنا نام غلامان مصطفیٰ ﷺ اور مجاہدین اسلام کی صف میں لا کر اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کی طرف اپنی جھولی ودامن پھیلا دیا۔ خدا کرے کہ میرے اس دامن میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف فیوضات وبرکات نصیب ہوں ۔کتاب کو مطالعہ کی آسانی کیلئے مختصر انداز میں تحریر کیا گیا حالانکہ اس موضوع پر اگر لکھنا چاہیں تو کئی جلدیں بن سکتی ہیں کیونکہ جہاد سے متعلق اور ان کی تفسیروں کے ذریعہ وضاحت احادیث اور ان کی شروحات کے ذریعہ توضیح اس طرح صحابہ کرام کے جہادی واقعات ان تمام کو اگر یکجا کیا جائے تو حب دنیا کے اس دور میں دل گوارا نہیں کرتا۔

بہرحال ان چند صفحات کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مجاہدین لشکر اسلام کیلئے راہنما بنائے اور متعلقین کتاب کیلئے اخروی نجات کا وسیلہ بنائے۔

آمین بحرمة رحمة للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(العطایا السیفیة فی فتاویٰ النقشبندیة، حصہ ہشتم)

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ